حضرات علماء کرام کی خدمت میں چند سوالات

(جناب خان محمد صاحب ربانی)

گذشتہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر جماعت اسلامی ملتان شہر کی طرف سے خیراتی شفاخانہ کے لیے قربانی کی کھالیں جمع کرنے کی ایک مہم شروع کی گئی تھی۔ بعض مخالفین نے اس مقصد کو نقصان پہنچانے کے لیے ملتان کے مقامی علماء سے ایک استفتاء کیا جس میں زکوٰۃ، فطرانہ، قیمت چرم ہائے قربانی وغیرہ صدقات واجبہ کے مصرف کے بارے میں یہ پوچھا گیا کہ مساجد و مدرسہ جات اور رفاہِ عام کے دوسرے اداروں پر ان رقوم کو خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سلسلہ میں جماعت کے شفاخانوں کے مصارف یعنی ادویات کا خرچ، طبی عملہ کی تنخواہیں، موٹر کی مرمت، ڈرائیور کے معاوضہ اور پٹرول کی قیمت پر ان رقوم کے خرچ کے جواز کے بارے میں بھی سوال کیا گیا تھا۔

فتویٰ تحریر کرنے والے مفتی صاحب نے وضاحت سے تمام سوالات کا جواب دینے کے بجائے مجملاً یہ لکھ دیا کہ ان سوالات میں جتنے مصارف مذکور ہیں، تقریباً سب میں تملیکِ شرعی نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا زکوٰۃ، فطرانہ، قیمت چرم ہائے قربانی وغیرہ کو ایسے مصارف میں صرف کرنا ناجائز ہے۔ اس جواب پر باقی مقامی علماء نے صاد کر دیا۔ اور مستفتی نے اسے شائع کر کے عام لوگوں میں پھیلا دیا۔ تاکہ عوام الناس استفتا اور فتوے کی غیر واضح عبارت سے اس دھوکا میں آ جائیں کہ خیراتی شفاخانے کے لیے چرم ہائے قربانی، زکوٰۃ اور صدقات کی رقوم دینا ناجائز ہے۔

بہر حال علماءِ کرام کے اس فتوے سے بالعموم لوگوں کے ذہنوں میں ایک اُلجھن سی پیدا ہو گئی ہے۔ اور مختلف حلقوں میں مختلف قسم کے اعتراضات اور سوالات اُٹھائے جا رہے ہیں۔ ذیل میں ان اعتراضات اور سوالات کا ایک خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ اور ان مذکورۂ بالا علماء سے خصوصاً اور دوسرے اکابر علماء سے عموماً یہ گذارش کی جاتی ہے کہ براہِ کرم اس مسئلے کو اچھی طرح صاف کر دیں، تاکہ آئندہ ہر بقر عید کے موقعہ پر اس قسم کے فتوے اور اشتہار نکلنے سے خواہ مخواہ دیندار طبقوں کو پریشانی پیش نہ آئے اور بے دین طبقوں

کو دین اور اہلِ دین کا مذاق اڑانے کے مواقع نہ ملیں۔

بنیادی اعتراض یہ ہے کہ فقہ حنفی میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے تملیک کی جو شرط لگائی ہے اور اس شرط کی بنا پر جو فروعی احکام علما اور فقہا اپنے فتووں میں بیان کرتے ہیں وہ صرف اسی صورت میں قابلِ عمل ہیں جبکہ لوگ انفرادی طور پر اپنی زکوٰۃ نکال کر انفرادی طور پر ہی اس کو صرف کر دیں لیکن اگر اجتماعی طور پر مثلاً اسلامی حکومت کے ذریعہ سے اس کو وصول اور صرف کرنے کا انتظام کیا جائے تو یہ شرط اپنے ان جزئی احکام کے ساتھ ایک دن بھی نہیں چل سکتی۔

قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہے کہ زکوٰۃ کی تحصیل و تقسیم کے لیے صحیح صورت اجتماعی تنظیم ہی ہے۔ نہ کہ انفرادی طور پر زکوٰۃ نکالنا اور بطور خود تقسیم کر دینا۔ یہ آخری صورت تو محض اس مجبوری کی حالت کے لیے ہے جبکہ مسلمانوں کے اندر کوئی اجتماعی نظم اس خدمت کی انجام دہی کے لیے موجود نہ ہو۔ ورنہ شریعت کا منشا یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا انتظام اجتماعی طور پر ہونا چاہیے۔ جیسا کہ آیت انما الصدقات للفقراء والمساکین الخ میں والعاملین علیہا کی مد رکھنے سے معلوم ہوتا ہے، اور جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے زکوٰۃ کی تحصیل و تقسیم کا باقاعدہ نظم قائم فرمایا تھا اور جیسا کہ حضرت ابو بکرؓ کے اس فعل اور صحابہ کے اس پر اجماع سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے اسلامی حکومت کو زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا ان کے خلاف جنگ کی گئی۔

اب اگر یہ مسلّم ہے کہ زکوٰۃ کی تحصیل و تقسیم کے لیے صحیح صورت اجتماعی تحصیل و تقسیم ہی ہے تو براہِ کرم یہ بتایا جائے کہ اس اجتماعی نظم کی صورت میں تملیک کی یہ شرط اپنے جزئی احکام کے ساتھ کیسے قابلِ عمل ہو سکتی ہے؟ اس سوال کی توضیح کے لیے ہم چند عملی مسائل پیش کر کے علماء سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کا جواب عنایت فرمائیں۔

۱۔ زرعی پیداوار اور مواشی کی زکوٰۃ ظاہر ہے کہ ایک ایک گاؤں اور ایک ایک چراگاہ سے وصول کی جائے گی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس طرح زکوٰۃ میں جو مختلف قسم کے حبوب، غلے اور جانور وصول ہوں گے وہ اسی وقت، اسی جگہ، اسی شکل میں مقامی مستحقین کے درمیان سب کے سب تقسیم نہیں ہو جائیں گے کہ ان

کے بہت بڑے حصے کو تحصیل، ضلع یا صوبے کے مرکزی بیت المال میں منتقل کرنا ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ ان اشیاء کے حمل و نقل کے لیے جو چھکڑے، لاریاں اور ٹرک وغیرہ استعمال کیے جائیں گے، اُن کی قیمت، اُن کے ڈرائیوروں کی تنخواہیں، اُن کے پٹرول وغیرہ کے مصارف آیا زکوٰۃ ہی کی مد سے دیئے جائیں گے یا کسی اور مد سے؟ اور مرکزی مقامات کے بیت المالوں میں ان چیزوں کو رکھنے کے لیے جو ڈپو، ذخیرہ گاہیں اور جانوروں کے باڑے تعمیر کیے جائیں گے اُن کا خرچ اور اُن کے کارکنوں کا خرچ کس مد سے ادا کیا جائے گا؟

۲- زیورات، سونے چاندی، تجارتی اموال اور کارخانوں اور کمپنیوں وغیرہ کی جو زکوٰۃ نقداً یا طوعاً مختلف مقامات سے وصول ہوگی وہ بھی لازماً ساری کی ساری اُسی جگہ صرف نہیں ہو جائے گی جہاں سے وہ وصول ہوگی۔ اُس کا اچھا خاصہ حصہ بھی لامحالہ اُن مراکز پر منتقل کیا جائے گا جو زکوٰۃ جمع کرنے کے لیے مقرر کیے جائیں گے۔ اس دولت کو منتقل کرنے کے مصارف کس مد سے ادا کیے جائیں گے؟ کیا مثلاً ڈاک خانے کو منی آرڈر کی فیس ادا کرنا زکوٰۃ کا صحیح مصرف ہوگا؟ یا جو لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ خزانے کی رقمیں لے جائیں گے وہ ریل کا کرایہ زکوٰۃ کی مد سے لے سکیں گے؟

۳- پھر جو رقوم، اجناس اور مواشی اس طور پر جمع ہونگے کیا یہ لازم ہوگا کہ ان میں سے ہر چیز کو اسی شکل میں تقسیم کر دیا جائے جس شکل میں وہ وصول ہو؟ کیا مواشی کو بیچ کر اُن کی قیمت بیت المال میں جمع کر لینا یا ضرورت سے زائد چاول فروخت کر کے حسب ضرورت گندم خرید لینا۔ یا وصول شدہ کپاس کو قابل استعمال روئی میں تبدیل کرا لینا یا روغنی بیجوں کا تیل نکلوا کر رکھنا شرعاً ممنوع ہوگا؟ اگر یہ ممنوع نہیں ہے تو ان مختلف کاموں کے مصارف کون ادا کرے گا اور کس مد سے ادا کرے گا؟

۴- فرض کیجیے کسی علاقے میں قحط برپا ہے اور حکومت پورے ملک کی فاضل زکوٰۃ اس قحط زدہ علاقے کے محتاج لوگوں پر صرف کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں اسے پہلا کام تو یہ کرنا ہوگا کہ تمام بیت المالوں کے ذخائر میں سے جمع شدہ غلہ وہاں بھیج دے۔ لیکن یہ اس کے بغیر نہ ہو سکے گا کہ زکوٰۃ کی مد سے ہزاروں روپے اس غلے کو منتقل کرنے کے لیے ریلوں اور ٹرکوں اور حمالوں کی مزدوریوں اور بوریوں کی قیمت پر صرف کیے جائیں۔ پھر جب یہ غلہ بھی کافی نہ ہوگا۔ تو حکومت کو وہاں مزید غلہ بھیجنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ اس

صورت میں تملیک کی شرط کا منشا تو یہ ہے کہ غلہ کسی اور مد سے خرید کر وہاں بھیجا جائے اور ایک ایک قحط زدہ آدمی کو زکوٰۃ کا روپیہ دے کر اس سے کہا جائے کہ اب تجھے اختیار ہے، چاہے غلہ خریدے اور چاہے کسی اور مد میں استعمال کر۔ لیکن قابل عمل صورت صرف یہ ہے کہ زکوٰۃ کی مد سے مختلف علاقوں اور ملکوں کا غلہ خرید کر وہاں بھیجا جائے اور قحط زدہ لوگوں میں نہ صرف غلہ تقسیم کیا جائے بلکہ روٹیاں تک پکوا کر تقسیم کی جائیں تاکہ بھوک سے مرتے ہوئے آدمیوں کو بروقت تیار شدہ غذا مل سکے۔ کیا ایسا کرنا تملیک کی شرط کے ساتھ ممکن ہوگا؟ پنجاب و بنگال کے موجودہ سیلاب میں اگر زکوٰۃ کے بیت المال سے کوئی مدد پہنچائی جاتی تو تملیک کی شرط کے ساتھ کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ سوائے اس کے کہ روپیہ سیلاب زدہ لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا۔ اور ان سے کہا جاتا کہ اب اپنی ضروریات جہاں سے ملیں فراہم کر لو۔ حالانکہ ضرورت کی تمام اہم چیزیں بروقت صرف اسی طرح پہنچ سکتی ہیں کہ ہوائی جہازوں پر سامان، دوائیں اور کارکن بھیجے جائیں۔

۵۔ زکوٰۃ کے مستحقین میں سے ایک قسم کے مستحق مسافر بھی ہیں تملیک کی شرط کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مسافر کو زکوٰۃ کی مد سے روپیہ دے دیا جائے۔ اور اس سے کہا جائے کہ جہاں سر چھپانے کو جگہ مل جائے جا پڑ۔ اور جہاں سے کھانا مل سکے خرید کر کھا لے۔ اس شرط کے ساتھ یہ ممکن نہیں ہے کہ مسافروں کے لیے مختلف مقامات پر مسافر خانے بنوائے جا سکیں۔ وہاں ان کے لیے ٹھہرنے اور کھانے کا انتظام کیا جا سکے۔ جس کے پاس بستر نہ ہو اس کو بستر دیا جا سکے اور جو بیمار ہو اس کو طبی امداد بہم پہنچائی جا سکے۔

۶۔ زکوٰۃ کے مستحقین میں یتیم بچے بھی شامل ہیں۔ جن میں بکثرت ایسے چھوٹے بچے بھی ہو سکتے ہیں جو خود اپنی کوئی ضرورت بھی پوری کرنے پر قادر نہ ہوں۔ خصوصاً قحط، وبا، سیلاب، جنگ وغیرہ کی صورت میں ہزار ہا صغیر السن بچوں کی کفالت حکومت کے ذمے آ پڑے گی۔ تملیک کی شرط کے ساتھ ان بچوں پر زکوٰۃ کا ایک پیسہ بھی صرف نہیں کیا جا سکتا۔ ان بچوں کی کفالت اس کے بغیر ممکن نہیں ہے کہ وہ ایسی پرورش گاہوں میں رہیں جہاں ان کی نگہداشت، اُن کی غذا، اُن کے لباس، ان کے علاج، اُن کی تعلیم و تربیت وغیرہ کا سارا انتظام حکومت کی طرف سے ہو۔ لیکن تملیک کی شرط کے ساتھ نہ کوئی پرورش گاہ تعمیر کی جا سکتی ہے، نہ اس کے عملے کی تنخواہیں دی جا سکتی ہیں اور نہ بچوں کی ضروریات کے لیے کسی قسم کا

سامان خریدا جاسکتا ہے۔ تملیک کی شرط کہتی ہے کہ ہر تیمِ کو زکوٰۃ کا روپیہ دے کر اُس کا مالک بنا دو پھر یہ اسکی مرضی پر موقوف ہے کہ اپنی ضروریات جس طرح چاہے پوری کرے یعنی سال بھر کا بچہ جو کسی قحط زدہ علاقے میں سڑک پر پڑا ہوا ملا تھا اُسے روپے دے دیئے جائیں کہ کسی آتی جاتی لاری میں بیٹھ کر شہر چلا جا اور اپنے لیے کوئی اتا ڈھونڈ کر نوکر رکھ لے۔ ماہوار وظیفہ بیت المال تجھے دیتا رہے گا۔

۷۔ زکوٰۃ کے مستحقین میں وہ بیمار اور معذور لوگ بھی شامل ہیں جو اپنے علاج اور اپنی کفالت کے ذرائع نہ رکھتے ہوں۔ تملیک کی شرط کے ساتھ زکوٰۃ کی مد سے صرف انہی بیماروں اور معذوروں کی مدد کی جا سکتی ہے جو روپیہ لے کر خود اپنے علاج یا اپنی ضروریات کی فراہمی کا انتظام کر سکتے ہوں، یا جن کے اقارب یا ہمدردان میں کوئی ایسا ہو جو روپیہ مل جانے کی صورت میں اُن کے لیے یہ انتظام کر سکے۔ لیکن جس بیمار یا اپاہج کا کوئی پُرسانِ حال نہ ہو اور جس کے لیے خود دوڑ دھوپ کرنا بھی مشکل ہو، وہ زکوٰۃ کا روپیہ لے کر کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ ایسے بیکس مریض کے لیے تو ناگزیر ہے کہ کوئی اُسے اُٹھا کر ایمبولنس کار پر ہسپتال لے جائے اور وہاں اُس کے لیے دوا، علاج، غذا، لباس اور تیمارداری کا پورا انتظام کیا جائے۔ اسی طرح ایسے بیکس اپاہج کے لیے محتاج خانے کی ضرورت ہے جہاں اسکی تمام ضرورتیں پوری کرنے کا انتظام ہو۔ مگر تملیک کی شرط ان میں سے کوئی انتظام بھی زکوٰۃ کی مد سے نہ کرنے دے گی۔ نہ کوئی ایمبولنس کار اس شرط کے ساتھ استعمال ہو سکتی ہے، نہ معالجوں اور تیمارداروں کا کوئی عملہ رکھا جا سکتا ہے، نہ کوئی محتاج خانہ قائم کیا جا سکتا ہے اور نہ خوراک، لباس اور دوائیں خرید کر مہیا کی جا سکتی ہیں۔ آپ کی اس شرط کا تقاضا یہ ہے کہ ہر ایسے مریض یا معذور کو زکوٰۃ دے کر اس کا مالک بنا دیا جائے اور پھر وہ ان میں سے ہر چیز کے مصارف خود اس رقم میں سے دیتا رہے۔

اس طرح کے اور بہت سے عملی سوالات ہیں جو اجتماعی تنظیم کے ساتھ زکوٰۃ وصول اور خرچ کرنے کی صورت میں تملیک کی شرط پر اصرار کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ مگر ہم نے صرف چند سوالات اس لیے پیش کیے ہیں تاکہ علماء ان پر غور کر کے یا تو ہمیں یہ بتائیں کہ تملیک کی شرط برقرار رکھتے ہوئے ان مسائل کا کیا حل ہے، یا پھر آئے دن فقہ حنفی کے نام سے اس قسم کے فتوے شائع کر کر کے خواہ مخواہ لوگوں کے

دلوں میں شریعت کے متعلق بدگمانیاں پیدا نہ فرمایا کریں اور نہ کام کرنے والوں کے راستے میں بلا وجہ رکاوٹ ڈالیں۔ واقعہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے میں جب زکوٰۃ کی اجتماعی تنظیم خود حکومت کر رہی تھی، زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے تملیک قطعاً شرط نہ تھی۔ اس کے شرط ہونے کا اس زمانے میں کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ یہ شرط فقہاء نے بعد کے زمانے میں عائد کی ہے جبکہ اجتماعی تنظیم ختم ہو چکی تھی اور لوگ اپنی زکوٰۃ بطور خود نکال کر خرچ کرنے لگے تھے۔ اس وقت یہ شرط عائد کرنا بلاشبہ ضروری تھا، کیونکہ اس کے بغیر یہ اندیشہ تھا کہ زکوٰۃ کا بڑا حصہ غلط مصارف میں صرف ہو جائے گا، یا غیر مستحق لوگوں کو پہنچنے لگے گا۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اجتماعی تنظیم کی شکل میں بھی بیجا مصرف کے بہت سے خطرات ہیں۔ مگر اس کا علاج یہ نہیں ہے کہ آپ تملیک کی شرط پر اصرار کر کے زکوٰۃ کی اجتماعی تحصیل و تقسیم ہی کو سرے سے ناممکن بنا دیں۔ بلکہ اس کا علاج یہ ہے کہ جہاں کوئی بیجا صرف ہو رہا ہو اس کی نشان دہی کیجیے اور دلیل و ثبوت کے ساتھ تنقید کر کے اس کی اصلاح کے لیے کوشش فرمائیے۔